

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India)

مشرق کے بہترین روح پرور عطریات جاپنی ہمینی خوشبو کے لئے مشہور ہیں!

عطر مجموعہ ۹۶

عطر نسیم

ATTAR MAJMUA 96

ATTAR NASEEM

حامی اینڈ کمپنی پرفیومرز جامع مسجد بمبئی ۲

HAMI & CO. Perfumers
Juma Masjid, BOMBAY-2 (INDIA)

PREMIER ADVERTISERS

جہاں کو تو رہی تانک
چوں کہ تم سنا کہتے ہو کہ تانک
تھے کہ تانک سے تانک تانک

ذی صاعین
نام دانی کام کرتے والوں
کے لئے تانک تانک

خون صفا
خون کی تریالی پر تانک
پیشہ مندرجہ اور دوا
دقیقہ کی دوا۔

شہوت
نزل
کہانی، نعام تزلہ
کے لئے

چند شہ اور شہت دوائیں

بے بسی میں

خالصے گھنے اور
میوہ جات سے بھر پور

مٹھائیاں اور حلویات
عشق و دل ناز
سیلانی آف سلاطون
رستہ کے علاوہ خصوصیت پیش کرتے

ڈرائی فروٹ برنی
بکٹ بکٹ * قلاقند * تلانی * برنی * کوکوسلانی برنی
ہر قسم کے تازہ و خستہ

بکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا مشاہدہ اعتماد مرکز

سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینتارہ سبڈ کے نیچے بمبئی 320059
تیکانی ۱ - ۲۲ - محمد علی روڈ بمبئی - ۳

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building, S. V. Patel Road,
Null Bazar, BOMBAY, 3.
Tele: Add. CUPELTLE

Phone { SHOP: 862220
RESI: 898684

اپیشل ٹیکسٹر
اپیشل مری
ہوٹل ٹیکسٹر
سوداگر ٹیکسٹر
کپ برانڈ
گولڈن ڈسٹ
فلڈر لی، اولی
سو پرڈسٹ

۲۳ - حاجی بلیک، ایس وی، ہجلی روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

اسلام کی حفاظت کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوش خبری سنائی ہے کہ قیامت تک امت محمدیہ میں سے ایک جماعت حق پر استوار اور قائم اور غالب قوت کے ساتھ دنیا میں موجود رہے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کی تاریخ کا ہر پھلپلا دور اس بشارت کی خبر کو دنیا میں سنانا اور اپنے عمل سے اس کی صداقت کو ظاہر کرتا رہے گا۔

لوگ عموماً سلاطین اور بادشاہوں کو دین کا محافظ سمجھتے ہیں اور ان کے فاتحانہ کارناموں سے خوش ہوتے ہیں، لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ ظاہری حکومت کی یہ طاقت اگر کسی روحانی قوت کے شمول سے محروم ہو تو اس ظاہری حکومت کا جاہ و جلال حق کی قوت کے بجائے باطل کی قوت کے فروغ کا سامان ہو جاتا ہے تاریخ کا ہر صفحہ اس دعوے کے ثبوت کی تازہ دلیل ہے، لیکن باطن کی قوت ظاہری طاقت کی محتاج نہیں ہوتی، اسلام کا ظہور اسی شکل سے ہوا اور ہندوستان میں اس کی ترقی بھی کچھ اسی شان سے تقدیر الہی معلوم ہوتی ہے اور اسی طریقہ سے اس کی ظاہری قوت کا فروغ بھی تقدیر الہی میں بظاہر مقدر نظر آتا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی
(یاد رفتگان)

میرا حال مجھی کو معلوم ہے

محمد بن سہاک فرماتے ہیں کہ ہونا میرے کو لوگوں میں موسیٰ بن محمد سلیمان الہاشمی بہت بڑا ہر وہ نہیں تھا کہ ان کی خواہشات پوری کرنے میں ہر وقت منہمک رہتا تھا۔ میرے پیٹے میں لباس میں، ہوا و لب میں تو ہمیشہ اور لذت کی ہر نوع میں اعلیٰ درجہ پر تھا۔ لڑکے لڑکیوں میں ہر وقت منہمک رہتا، اس کو کوئی تم غنا نہ فکر، خود بھی نہایت حسین چاند کے گڑھے کی طرح سے تھا، اللہ تعالیٰ شاذ کی ہر نوع کی دنیاوی نعمت اس پر پوری تھی۔ اس کی آمدنی میں لاکھ تین ہزار دینار۔ (اشرفیاء) سالانہ تھی جو ساری کی ساری ہی ہوا و لب میں خرچ ہوتی تھی۔ ایک اونچا بادشاہ تھا، جس میں کئی کھڑکیاں تو شادمانہ عام کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ اپنے چلنے والوں کے نظارے کرتا، اور کئی کھڑکیاں دوسری جانب باغ کی طرف کھلی ہوئی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ باغ کی ہوائیں کھانا خوشبو سونگھتا، اس بالاغز میں ایک باغی دان تھا قبر خواجہ چاندی کی میٹھیوں سے بڑا ہوا تھا اور سونے کا اس پر چھوٹا تھا اس کے اندر ایک تخت تھا جس پر مہتمم کی چادری اور اس باغی کے سر پر موتیوں کا چراغ لگا ہوا تھا۔ اس قبر میں اس کے بارہ اجاب جمع رہتے، خدام ادب سے پیچھے کھڑے رہتے، سامنے نہایت گانے دایاں قبر سے باہر بیٹھتے تھے، جب گانے سننے کو دل چاہتا وہ ستر کی طرف ایک نظر اٹھاتا اور سب حاضر ہوجاتے اور جب بند کرنا چاہتا تھا تو ستر کی طرف اشارہ کرتا۔ گانا بند ہوجاتا، راتوں کو بیٹھ جاتا جب تک نیند آتی ہی نہیں رہتی اور جب (شراب کے نشے) اس کی عقل جاتی یا رات مجلس اللہ کے چلنے جاتے وہ بوسوں لڑکی کو چاہتا پڑھتا اور رات بھر اس کے ساتھ غلط کرتا، صبح کو وہ شہر چلا جاتا اور وہ میں مشغول ہوجاتا اس کے سامنے کوئی رشتہ دار نہ تھا، کسی کی موت کسی کی پڑاؤ کا ذکر ہا صل نہ تھا، اس کی مجلس میں ہر وقت ہنسی اور خوشی کی باتیں، ہنسانے والے تھے اور اس قسم کے ذکر سے رہتے ہر دن نئی نئی خوشبو جس کا سزا دین نہیں تھیں یہ زیادہ اس کی مجلس میں آتیں، عمدہ عمدہ خوشبو کے گلدستے وغیرہ حاضر کے جاتے، اسی حالت میں اس کے ستائیس برس گذر گئے۔ ایک رات کو وہ حسب معمول اپنے قبر میں تھا وہ اس کے کان میں ایک ایسی مری آواز بڑی جواں کے گانے والوں کی آواز سے بالکل جدا تھی لیکن بڑی دلکش تھی اس کی آواز کان میں بڑھتی ہی اس کو بے چین سا کر دیا، اپنے گانے والوں کو بند کر دیا اور قبر کی کھڑکی سے باہر سر نکال کر اسی آواز کو سننے لگا وہ آواز کبھی کان میں بڑھتی تھی کبھی بند ہوجاتی اس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ یہ آواز جس شخص کی آواز ہے اس کو بکرو کے لادو، شراب کا درو پل رہا تھا خدام جلد ہی سے اس آواز کی طرف دوڑے اور اس آواز کو تلاش کرتے کرتے مسجد میں پہنچے جہاں ایک جوان نہایت بیعت بدن، زرد رنگ گردن سوکھی ہوئی، ہونٹوں پر خشکی آئی ہوئی بال پر لگندہ، بیٹھ کر سہ لکھ ہوا دو ایسی چھوٹی چھوٹی لٹکیاں اس کے بدن پر کان سے کم میں بدن نہ ڈھک کے، مسجد میں کھڑا ہوا اپنے رب کے ساتھ مشغول تلاوت کر رہا تھا۔ یہ لوگ اس کو بلا لے گئے اس سے کہا کہ بیٹا ایک دم اس کو مسجد سے نکال کر وہاں بالافا برے جا کر اس کے سامنے بیٹھ کر دیا۔ حضور حاضر ہے، وہ شراب کے نشے میں کھینٹے لگا۔ یہ کون شخص ہے، انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی شخص ہے، جس کی آواز آپ نے سنی تھی اس نے پوچھا تم اس کو کہاں سے لائے ہو وہ کہنے لگے حضور، یہ مسجد میں تھا کھڑا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس رئیس نے اس فقرے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے، اس نے خود بائیں ہاتھ یہ آئیں بتائیں۔

ان الایمان یعنی نمدہ ۵ حل الایمان
ینظر ہون ۵ یستون من حریق عتوم
ختمہ صلف ما و فی ذالک
قلینا فس المتذاسون و صراجلہ
من تسیر عینا لشراب لہا المقربون
(سورہ مطیف)

جن کا ترجمہ ہے، بے شک ایک لوگ اہل حق کی ہر نعمتوں میں ہوں گے، سہولتوں پر چلے ہوئے (جنت کے مہمان) دیکھتے ہوں گے۔

اسے غالب تو ان کے چہروں پر نعمتوں کی شادمانی و سرسبزی محسوس کرے گا اور ان کے پیٹے کے لئے عاصی شراب سرسبز جس پر رشک کی ہر ہوگی شگ (ایک دوسرے پر حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں میں حرص کرنا چاہئے) دیکھتے نہیں کس کو زیادہ ملتی ہیں اور ان کا ملنا اعمال کی وجہ سے ہونا ہے اس لئے ان اعمال میں حرص کرنا چاہئے جس سے ہمیں حاصل ہوتا اور اس شراب کی آمیزش تسبیح کے پانی سے ہوگی (شراب میں کوئی چیز ملائی جاتی ہے تو اس سے اس کا جوش زیادہ بڑھتا ہے اور وہ تسبیح جنت) ایک ایسا چشمہ ہے جس سے شراب لوگ پانی پیتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی مقرب لوگوں کو خواص ملے گا اور ایک لوگوں کی شراب میں اس میں تھوڑا سا ملا دیا جائے گا)۔

اس کے بعد اس فقرے کے بارے میں دھوکہ میں پڑے ہوئے تیرے اس محل کو، تیرے اس بالاغز کو، تیرے ان فرشتوں کو ان سے کیا ملتا وہ بڑی اونچی سہراں ہیں جن پر فرشتے بیٹھتے ہیں، ایسے فرشتے بہت بند ہیں۔ (الواقعا) ان کے استودیز تسبیح کے ہوں گے (الرحمن ۳۱) سبز شجر اور عجیب غریب خوبصورت کھڑوں پر بیٹھ لگائے ہوئے ہیں (الرحمن ۳۱) اللہ کا ولی ان سہراؤں پر ایسے دو چشموں کو دیکھے گا جو دو باتوں میں جاری ہوں گے۔ (الرحمن ۳۱) ان دونوں باتوں میں ہر قسم کے بیوسے کی دو دو قسمیں ہوں گی (کہ ایک ہی قسم کے بیوسے کے دو نمبر ہوں گے) (الرحمن ۳۱) وہ بیوسے دو قسم ہوں گے ان کی کچھ روک ٹوک ہوگی (عیسا دنیا میں باغ والے ٹوٹنے سے روکتے ہیں) (الواقعا ۱۰) وہ لوگ پسندیدہ زندگی میں بہت بلند مقام پر جنت میں ہونگے (الحاقہ ۱۰) ایسی عالی مقام جنت میں ہوں گے جہاں کوئی لغزبات نہیں گے، اس میں پیٹے ہر قسم کے ہوں گے اور اس میں اونچے اونچے تخت کچھ ہوں گے۔ آب نوری سے رکھے ہوئے ہوں گے اور ہر بار گد سے لگے ہوئے ہوں گے اور سب طرف تالین ہی تالین پیچھے پیچھے بیٹھے ہوں گے (کہ جہاں چاہے بیٹھیں ساری ہی بلوغت میں ہیں) وہ غائب وہ لوگ ساریں اور چھوٹوں میں رہتے ہوں گے (الرحمن ۳۱) اس جنت کے کھلے چشمہ بہنے والے ہوں گے (کبھی تم نہ ہوں گے) اس کا سہرا ہمیشہ بے ضلالت ہوگا۔

تو انہما ہرے یعنی لوگوں کا اور ان کو فریاد کا انجام دینا ہے (الرحمن ۵) وہ کبھی نہ ہوگی ظلم و ستم کی تینوں سب اہل حق کو وہاں کہیں ظلم اور باظلامیوں میں سے ہوتے آئے لوگ جہنم کے مہمان) دیکھتے ہوں گے۔

نگرانِ امین

مولانا ابوالعرفان ندوی

جلس ادارت

شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

خط و کتابت کا پتہ:
سبز تعمیرات، پوسٹ بکس ۲۵
ندوہ، کھنڑ (راٹھا)

نذر تعاون

اندرون ملک — ۲۰ روپے
بیرون ملک — ایک روپیہ
برون ملک — بھری ڈاک جملہ ڈاک
۵ روپے

حوالی ڈاک

ایشیائی ملک — ۷ روپے
افریقی ملک — ۸ روپے
یورپ و امریکہ — ۱۰ روپے

تعمیر حیات

شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۱، ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء - ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ، شمارہ نمبر ۲۱



کرنے کے چھ کام

ادھر کچھ عہد سے مسلمانوں کا کام صرف شکوہ شکایت اور دوسروں کا دست نگرین کرنا ہے تو سوائے کی حیثیت سے پیش کرنا اور ہر دوسروں سے شکایت کا انکار نہیں اور نہ اپنے حقوق کا مطالبہ کوئی غلط اور جب کی بات ہے، لیکن ذرا سنجیدگی کے ساتھ ہمیں یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ قوم و ملت کی ترقی کے وہ کون سے کام ہیں جو ہم خود کر سکتے ہیں اور وہ ہمارے ہی کرنے سے ہوں گے کہ عربی کی مثل کے مطابق لایحیہ جسمی مثل ظہری میرے جسم کو میرے ناموں سے بہر کوئی نہیں کھلا سکتا ہیں اپنے مسائل کا خوب علم ہے اور اسی طرح تم اپنے مسائل سے بھی واقف ہیں، جو مسائل ہمارے اپنے مسائل کے حدود میں ہیں ان کو بھی کرنے کے لئے دوسری مدنی ضرورت ہے اور ان کے نہ ہونے پر دوسروں سے شکوہ کا نہیں کی جاتی بلکہ ہم کام کرنے کے ہیں ان کو ہمیں کریں دوسرے کو اس کا صحیح احساس ہو سکتا ہے اور ان کو اس سے خاص دلچسپی ہو سکتی ہے۔ ان کا ہونا جو ہمارے کرنے کے ہیں سب سے مقدم کام مسلمان بچوں کی ابتدائی تعلیم دینی تربیت ہے جہاں بچے کے ذہن میں ایمان و عقیدہ اور دینی قدروں کا بیج بویا جاتا ہے، ہمارے گاؤں کے گاؤں کو سونے پڑے ہیں، جہاں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کو کوئی علم ہے نہ کوئی فکر، ہمارے بچے جنگ بازی، گلی ڈنگا یا کچھا کھینٹنے میں سلا وقت گنواں دیتے ہیں، والدین کو علم کم ہونے اور سیکھنے کے نتائج سے خبر ہونے کے سبب اس کی اہمیت کا اندازہ ہے نہ فکر جس کے نتیجے میں ہماری ملت کا عام مال نہایت بے حد سے ضائع ہوا ہے، کیا یہ ہماری ہی ذمہ داری نہیں کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم کا انتظام ہم خود کریں اور بے شعور والدین کے اندر اس کا شعور پیدا کریں اور ان کو مستقل کے شعور سے آگاہ کریں اور اس کام کے لئے شعور سے انکار و فریبی کا مظاہرہ کریں، یہ شعور کام شروع ہوگا اور بڑے بڑے بوسل و اشتہارات کے درپور کرنے کا نہیں، بلکہ خاموشی، صبر و ضبط اور محنت و لگن سے کرنے کا ہے، یہ وہ کام ہے جو ہمارے دینی اور فوری شعور کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرے گا اور زندگی کے میدان میں ایک زندہ و جاہت قوم کی طرح زندگی گزارنے کا شعور پیدا کرے گا اور اپنے قدموں پر کھڑا ہونا سکھائے گا۔ ہمارے اندر ایک بڑا جنگ مرض ہے پھلا ہوگی ہے کہ کسی منصور کا اعلان اور شور و بہنگا مہینے کرتے ہیں اور کام کی ابتلا بعد میں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شہرت و ناموری کے مجر میں اصل کام نہ جاتا ہے، جہاں کچھ عیب مزاج ہی جگ ہے کہ نام دکھانا زیادہ چاہتے ہیں، کسی باہمت اور سیدہ قوم کا یہ طریقہ نہیں، ہمیں اس مسئلہ پر بہت سنجیدگی و غور و فکر کے ساتھ سوچنا اور اس پر بلا تاخیر کاربند ہونا چاہئے۔

اسی طرح سے مسلمانوں کے کردار طبقات کی اقتصادیات کا مسئلہ ہے، کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ ہمارا صاحب ثروت طبقہ چھوٹی چھوٹی کمزوریوں اور کو بار کے ذمہ ان گروے ہوؤں کو اٹھائے اور ان کو کام میں لگائے، ہر ماٹھوس اور بنیادی کام ہے، قومی ہی طرح دوسرے دوسرے اترتی اور ترقی کرتی ہیں، یہ بھی بڑی مشکل فریبات ہے کہ ہر جب منصور بنائے ہیں تو شیخ ابی وللاس کو کبھی حائر نہ بنایا جا سکے، ہمیں ہرگز نہ چھوٹا چاہئے کہ اب عیسیٰ کو بھول جانا چاہئے، اور ہمیں محنت و مشقت سے روزن حاصل کرنے اور پھر اس طرح دوسرے دوسرے کے بڑھنے کی فکر نہ کرنا چاہئے، ہر جس میں منصور ایسی قوموں

اسے بارہویں اس کے شروع نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا ہندو مت پر چاہئے ہے، کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ ہمارا صاحب ثروت طبقہ خدمت میں رہتا ہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ بیس روپے ارسال فرمائیے، اگر لگے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط وصول نہ ہوا تو یہ سہرا کہ آپ کو ملے گی، اسے چندہ ادا کرنے میں ہمت ہے، اگر چندہ نہ ہو تو یہ سہرا کہ آپ کو ملے گی۔

۲۵/۸۰ روپے کے مطالبہ میں، پانی سے روزانہ ہرگز چندہ یا خط بھیجئے وقت اپنا خبر فرمادیں گے نہ بھولیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا متحہ عرب امارات و کویت کا سفر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مورخ ۲۸ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہندوستان سے تین عرب ممالک متحدہ عرب امارات، کویت، اور سعودی عرب کے دورہ پر روانہ ہوئے، آپ کو مصر وہاں کے کئی اسلامی اداروں اور تنظیموں کی دعوت پر ہوا، اس دورہ میں مولانا دربار صحابہ حسنی ندوی مسجد کبیرہ اللغز العریبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، آپ کے رفق سفر تھے، متحدہ عرب امارات، اور کویت کے دوران قیام آپ نے مختلف اجتماعات کو خطاب فرمایا، اور اہم علمی شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں اور اہم دینی اداروں کا معائنہ فرمایا۔

شارعہ میں مورخ ۷ نومبر ۱۹۵۷ء کو عبدالرشید علی المجددی کی لائبریری کے افتتاح میں شرکت فرمائی اور آپ اعلیٰ شہر میں تفریق کے لئے جہاں آپ نے امارات کی یونیورسٹی میں خطاب کیا، اس میں ائمہ علماء اور افاضیان شہر اور ذمہ داروں کو ایک بڑی تعداد سے شرکت کی، شارعہ کے ایمر شیخ سلطان بن محمد الفاسی کی مجلس اعلیٰ متحدہ عرب امارات نے کتب خانہ عبدالرشید علی المجددی کو افتتاح کیا، اس کتب خانہ میں فی الحال ۵۰۰۰ کتب ہیں جس میں جامعہ اسلامیہ المجددی، جامع کردہ کتب علمی اور دعوتی شہر ہیں۔

شاہ سلطان نے اس موقع پر برائی افتائی تقریریں فرم کر خیر اللہ علی المجددی کو شکرین کوسرا، اور اعلیٰ خزانہ میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ مرقوم نسخے ہم پر برائی دیکھائی اور کئی نسخوں سے جو اساتذہ فرمائیے ہیں ان میں ہم بھی جہول نہیں تھے، پھر شاہ نے یہ بھی کہا کہ ان کی بارگاہ رکھنے کے لئے ہم ضروری ہے کہ ایک مسجد اور درس گاہ کتب خانہ کے نام سے قائم کیا جائے۔

شاہ نے یہ بھی کہا کہ کتب خانہ ایک ایسی عمارت میں ہوگا جس میں مرقوم نسخے سے تصحیح اور تصحیح رکھنے والے علماء اور فضلا، اور کتب خانہ قیام رکھیں گے پھر اس کے بعد شیخ عبدالرشید المجددی کو شکرین صاحبزادہ محمد عبدالرشید المجددی نے کتب خانہ کے افتتاح کا حکم دیا اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شان میں خیر مقدم کے کلمات کیے ہوئے فرمایا کہ مولانا نے اس مبارک موقع پر شرکت اور خطاب کر کے کئی دعوتوں کو قبول فرمایا ہم اس کے ممنون ہیں۔

کے ایک اجتماع کو خطاب، مدرسۃ الصریح کا افتتاح اور خطاب، حوزۃ العین کا دورہ اور امارات یونیورسٹی میں خیر حاضر کے تحقیقی بحران اور خطاب اور سیدنا العین کے کرسٹ کالج کی دعوت پر کالج میں خطاب اور اربعی میں وزارت نشر و اشاعت کی دعوت پر مسجد سعد بن ابی وقاص میں بھی حضرت مولانا کا بیان ہوا، وہاں ہی امیر شاعر شیخ سلمان بن محمد الفاسی کی دعوت پر شاعر کے مرکز دعوت سید محمد علی الخطاب میں خطاب فرمایا، حضرت مولانا مستقرہ عرب امارات کے دورہ سے فراغت کے بعد کویت تشریف لے گئے اور کئی وزارت اطلاعات و نشریات کی دعوت پر

دنیا کو اسلامی انصاف کی ضرورت ہے

امریکہ کے جریدے "نیوز ویک" کے تازہ شمارہ میں سود کے عربیہ میں مقیم ایک امریکی شہر کے کاخط شائع ہوا ہے جسے میں سود کے عربیہ میں ملا کوئی مسئلہ نہ سمجھتا تھا۔

کاخط قرار دیا گیا ہے اس امر سے منکر ہے عزت و حقیقت کے طور پر یہ کھانچے ہیں مقیم امریکی میں سودی عدل اور اس کے تحت امن و امان کی بڑی تعریف کرتے ہیں، اس کے برعکس امریکی میں شہری حقوق اور آزادیوں کی یونین اور اس وقت کے دیگر ادارے انصاف اور تاقن کا مذاق اڑاتے نظر آتے ہیں کیونکہ اس کی بدولت قابل عملی معاشرے میں واپس آجاتے ہیں تا وقتیکہ وہ کسی اور جرم کے مرتکب ہو کر پھیلے ہیں یہاں پہلے ہی ایک اور دورہ سے منظری نظروں میں اس وقت کے نظام عدل اور سنگین جرائم پر سخت سزاؤں کے اہتمام کا اکثر مذاق اڑایا جاتا ہے بلکہ ان کا ذکر میں و حقیقت اور بڑے انسانی سزاؤں کے طور پر کیا جاتا ہے لیکن منظری قانون اور نظام انصاف نے جو ہم کی حوصلہ افزائی میں جرم کا مصلحت پیدا ہے اس کا انکار بھی ان ضمن میں جرم کی واردات میں اضافے کے رجحان سے ہوتا ہے جہاں پر ایس اور پریشان ہو کر وہاں کے بعض شہری بالخصوص خواتین یہ کہتے اور کہتے ہیں کہ ہم جہاں ہیں کہہ رہے اور وہ سے مغربی ملکوں میں جیسے سعودی عرب کی طرف سادہ قوانین اور جملہ انصاف کا اہتمام ہونا چاہیے مغرب میں ایسے اصحاب سعودی عرب میں جس امن و امانیت کے سعودی عدل کا اثر زار دیکھتے ہیں جو دراصل اسلامی انصاف کے اہتمام کی برکت ہے یہ مسلم ملکوں میں بھی یہ تمنا ہے کہ مغرب (نور اللغات وقت کراچی)

محبت کے ماحول میں جینا سیکھنے پھر

زندگی کا سبزہ دیکھئے !!

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا تقریر کا شمار گذشتہ شمارہ میں شائع کیا جا چکا ہے، یہ تقریر گو کہ مجبور کے فریضہ تھا مگر اس میں "بیام انسانیت" کے کئی ایسے فلسفے ہیں جن کو مولانا نے تقریر سے نظام العین میں دیا، ان کے ساتھ سے تقریر شروع ہوئی کہ ان کے کئی ایسے فلسفے تھے جن کو انہوں نے فرمایا تھا، جن میں سے ہم نے سو فیصد لادرو، ہرگز کام کا تاثر نہیں بلکہ سنا اور سنا ہے۔ مولانا نے تقریر میں حضرت کو عام کرنے اور مختلف فرقوں اور مذاہب میں باہم اعتماد کا احوال بیان کیا ہے، ہرگز موجودہ حالات کا قریب کیا اور معاشرہ میں قحطی کوئی فریب نہیں کر فرمائی۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

ہمارے سماج کا زہر آدمی کوئی تو اس کو مذہب کے سرخو پتے ہیں اور اس مذہب کو ذمہ دار بناتے ہیں اور یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ تو ان کی برائی عادت ہے، پھر ایسی ہی حرکتیں کرنے رہتے ہیں، حالانکہ غلطی ایک شخص کی ہوتی ہے، جرم اگر ہوتا ہے تو ایک فرد کا ہوتا ہے، اس کا تعلق نہ پوری جماعت سے ہوتا ہے نہ مذہب سے، اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہن میں زہر آگیا ہے اور اس لئے ہمارے پورے اس نظام کو، ہمارے ماحول کو، ہماری سوسائٹی اور پورے سماج کو گندہ کر کے رکھ دیا ہے، اس زہر کو کھانے کی ضرورت ہے، اگر زہر نہ کھالایا تو آپ یہ کچھ لیتے کہ آدمی کا اپنے گھر سے نکلنا ہو جائے گا۔ میں کوئی ہونہا ہوا آدمی نہیں ہوں، معمولی انسان ہوں مگر آدمی کو اٹھنے، چلنے دی ہے کہ سامنے کی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکے، لیکن کچھ ہے، دو چار بولیں بڑی ہیں، اور گرت ہوتی ہے تو آدمی اپنا بے باقی برتن والا ہے، اس میں کوئی بے خبری کی بات نہیں ہے، روز کا تجربہ ہے، اس طرح آج ہمارے سامنے ہونے والے حادثات اور واقعات یہ بتلا رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا، اس ملک میں یہی سب کچھ ہوتا رہا، اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا تو ہمارے ملک اور ہمارے سماج کی خبر نہیں، یہ دیکھنا، یہ نظر جو مجھ سے اندر بڑھنا چاہیے، یہ دیکھنا اور ہمارے سماج کا فلسفہ، یہ دیکھنا اور سب سے بڑھ کر ہائیکس۔ اس نکتہ کو فرمایا رہی ہے۔

محبت کرنا سیکھئے
الہامی محبت کو
دیا جائے اور محبت کر کے اس کو ماننے دیا
جائے تو یہی محبت کر کے جیسے کہ کوئی ماں
اپنی اولاد سے کرتی ہے، لیکن جب چند مسلمان
ایک دوسرے سے واقف ہی نہیں ہیں تو محبت
کا سبزہ دیکھو، دیکھو کہ ہوسکتا ہے؟

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

ہماری ساری تاریخ، ہمارا کچھ ہماری
شاعری (POETRY) سب بھری ہوئی ہے
محبت کے نغموں سے لیکن محبت کے ادھور
کھلے ہوئے جانے، اس پر تو کھلی اساتذہ
لیہے اور اس کو سبیل کر دیا ہے کہ محبت
کھلے میں باقی، سوراخ تو کیا جاتا ہے نہ لغت
کے کھلنے کے لئے کیا جاتا ہے، محبت سوراخ
سب بند اور لغت کے سوراخ سب کھلے
ہوتے، لغت کا موقع ہر جگہ ہے، آؤ آدمی
باہر نکلے، لیکن غائب ہے، ایکشن مینٹا
ہے اور یہی آدمی پھر گری بہا ہے تو لغت
کرناسکا ہے، پڑھا سکا ہے اور محبت
کی بات کہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے
گھر سے کھلے، آپ کا کام نہیں ہے، آپ کی
فردت نہیں ہے، یہ آپ اپنے گھر میں
الایہے گا، جس آپ سے کیا ہوں کہ ہماری
آپ کی سب کی کوئی بھی ہے، ابھی ایک
آدمی تھا کہ اور بڑی قوم کو کر کے اور
دیکھو، جہاں اسلامی اور دیکھو، علم ہوا ہے
اس ملک میں اور پورے ہوا ہے اور ہمارے
ہندو جہاں کی قوم کا ہونا ہے، اور ہمیں عزت
کے ساتھ رہنے دینا چاہئے تو جس میں
جہاں ہوں گا، میرے سب ساتھی ہو چکے
ہیں گے، سارا کچھ ادھر ہی چلا جائے گا پھر
اس کے زندہ ہوا کے لئے کہتے ہیں گئے۔

والے تھوڑے سے ہیں چند آدمی جھٹے رہیں گے وہ بھی کسی کو زندہ لے گئے لی کوئی سوجانے کا یہ ہمارے ملک کے لئے مدت بہت طویل ہے اگر وہاں اس طرح ہتیار باقی رہے ہوتے تو ہمارے اس وقت ہوا سے دس بیس برس کے بعد یہ بھی آپ دیکھیں گے۔ ابھی خلافت فوت ہو چکی تھی اور ان کو زندہ لے گئے اور اب اس ملک کو جاننے کی کوشش کی گئی۔ اس ملک میں اللہ نے جو نعمتیں پسندیں ہیں ان میں انہوں کو بھلا کر دیا گیا ہے۔ اس ملک کے لئے ایک ایک چیز سے محبت کی گئی اور آدمیوں کی طرح رہنا سکھنے توڑنا زندگی کا زندگی بنے بیٹے کی بھی تھی مزے دار تھے۔ فتوری خلافت کے ساتھ بھی کسی مرے دار سے جس خاندان میں محبت ہے وہ خاندان چاہے ہوگی روٹی کھائے لیکن کسی کے پاس کی بائری بجاتے ہیں کسی کو بھی زندہ سوئے ہیں، کسی کو بھی اور جس خاندان میں جھوٹا ہوا بڑا، نفرت سے مفقہ باری ہو رہی ہے اور جہاں لہائی کو نہیں دیکھنا سکتا وہاں حالت یہ ہے کہ کرات کو زندہ نہیں آتی، کہ معلوم نہیں کون کون کھڑے ہوئے، ان کو کون گھسی گھسی آئے اور کیا کرے، ان کو ہماری عزت خاک میں ملا دے، ہماری بے عزتی کر دے اور جھوسا دے، ہمارے خلافت مقدمہ دار کو زندہ خاندان میں سب کچھ ہے کہ نہ والے بہت ہیں بلکہ بیٹیں بہت، اور گھر میں ہی وہی بھی ہے فریح بھی ہے، بیٹیں و شہرت کا سامنا ہے۔ لیکن زندگی میں کوئی مزہ نہیں، آرام سے پار آئی بچھ کر محبت کی بات کریں اس کو ترستے ہیں، اور جہاں کچھ نہیں ہے، نہ ریزہ ریزہ ہے نہ وہی ہے، نہ بچھے بچھے برقی ہیں، نہ فریح ہے نہ دیکھ سکتے کوئی مسلمان ہے اگر محبت ہے جہاں لہائی سے محبت کرتا ہے، ایک ایسے اس کے چار بچے ہیں اور چچا ہیں سب آپس میں مل کر رہ رہے ہیں اور ایک دوسرے پر قربان ہوتے ہیں، اور دوسرے چچا زاد بھائی وغیرہ بھی جو آتے ہیں سب جھک کر سلام کرتے ہیں دل بہا ہوا ہوتا ہے، بڑی لڑھی لڑھی پیار کرتے ہیں، بڑے بڑے سر پر تھوڑے تھوڑے ہیں اور جھولتے ہیں جھولتے ہیں، اس کو گھر میں معلوم ہوتا ہے کہ کیسے کا وہ اور آدمی کی سوکھی روٹی روٹی میں تو ہے جو دوسری جگہ کے صلہ سے، انہوں میں وہ مزہ نہیں۔

نور سے بھلا ہو، محبت کے ساتھ جینا سکھئے، آپ کو معلوم تو ہو کہ محبت کے ساتھ زندگی کا مزہ ہے، یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ آدمی آدمی سے ڈر رہا ہے، محبت کا لہلہ والے سے ڈر رہا ہے، ایک آدمی کو لے کر دے والے کو ایسی نعمتیں جو اس کے ساتھ کام نہ کر سکتے ہیں۔

وہی ہوئی، اس پر ہر دوسرے نہیں کوئی دقت اس کے خلافت قائل داخل کر دے، شکایت کر دے، رشوت لینے میں کھڑا دے، خود رشوت لینے اس کو کھڑا دے۔ یہ آج حالت ہو رہی ہے OFFICES کی، یہ حالت ہو رہی ہے محلوں کی، یہ حالت ہو رہی ہے ہمارے اداروں کی، جو آدمی جانے کے کام لیتے تھے، معاف کریں مجھے پرنسپل صاحب میں کمال اچھا ہوگا، لیکن ہم شہروں کا حال جاننے ہیں وہاں کی یونیورسٹی میں یا کالج میں کسی کو کھڑا نہیں ہے، اعتماد تو باطل نہیں ہوگا، کوئی کسی پر ہر دے کرے اور اس سے امید رکھے، ایسا نہیں ہے، شاکر استاد کا ادب نہیں کرتا، استاد اگر بر شرفت نہیں کرتے ہیں اور دونوں باطل فریق ایک دوسرے کے حریف کھپتے ہوئے ہیں کہ اس کو کھڑا چاہتا ہے اور برباد کرنا چاہتا ہے، وہ ان کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔

میرے بھائی، ابھی تو بڑی ضرورت ہیں آپ آدمیت سکھئے، ہمیں آدمیت کی تعلیم سب سے پہلے ہمارے پیروں نے دی جو خدا کی طرف سے اس کے لئے بھیجے گئے تھے۔ پھر بدیش جوان کے جاہلیں تھے اور ان کی طرح کے کام کرنے والے تھے، جو بزرگ تھے، اللہ والے لوگ تھے، ہمیں کہہ رہے ہیں آپ کو دو دفعے سنا کے، وہ ایک ہی بزرگ کے دو دفعے میں ان کے پاس کوئی بڑی عمدہ ہی ہوئی تھی تھوڑے میں لائے، انہوں نے کہا کہ میں تھوڑی ضرورت نہیں، تو سوئی دو، میں بھانڈے کا کام نہیں کرتا میں تو دونوں کو سیکھنا کام کرتا ہوں، یہ کسی سیدھی بات ہے، سیدھی سادگی کا ہی ہے کوئی فلسفہ اور کچھ کوئی گہرائی نہیں ہے اگر کسی بھی بات ہے، آج اس ملک کو سوئی کی ضرورت ہے تھوڑی کی ضرورت نہیں تھی گھر گھر میں ہی ہاؤسنگ کا ڈنڈا چل چکی، محلے محلے چکی اور ایک مدرسے اور اسکول میں چل چکی، اب محبت کی ہریم کی سوئی کی ضرورت ہے کہ آدمی آدمی کو پہچانے قدر جانے محبت کرنا سکھے، مدرکنا سکھے، اور ایسے واقعات ہمارے ملک میں آیا نہیں، آج بھی ایسے لوگ ہیں جو انہوں سے انسانیت کے ساتھ سے محبت کرتے ہیں۔

ایک ترمیم لوگ اگر توڑ دے آہستہ سے ہمارے ڈاکٹر صاحب بھی موجود ہیں، یہ ڈاکٹر کو بڑے تھے ہم شادی میں گئے تھے ایک اپنے دوست کی دہان سے بچے تو صاحب، ہونے والی بات، ایک بیک بیک سے اگر سنا لے کر ہوگا، اور اس میں ایک جوان محبت تھی جو شہر پر نفرت ہو کر ایک آدمی کی ہی پسرانہا رہی تھی گھونٹ ڈھیر کاٹھے ہوئے وہ سامنے آگئی اور ڈاکٹر صاحب نے بہت بھائیوں کو ڈاکٹر صاحب سے ڈر رہا ہے، ایک آدمی کو لے کر آدمی اور وہ لگتی، بے ہوش ہو گئی، چاند کی آواز صاحب کوئی کوئی ہیں اور وہاں بھی لگتے ہیں، تیر ہے کوئی آدمی تو تم نے یہ بات لگائی تو تم نے یہ کیوں نہیں

تعمیر حیات لکھنؤ عکلا اسلام

ایک طویل ڈرامہ جو ختم ہو گیا

ہدئے سال کے آغاز پر گذشتہ سال کا جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ کسی قوم کی ہوشیاری اور حقیقت پسندی کی دلیل ہے کہ آئینہ آیام میں سراپا دیکھ کر مزید نگھارنے اور سنوارنے کی طرف توجہ ہوتی ہے اور قومی سطح پر جائزے اور تجلے کا عمل ہی آگے کے لئے ہمیں کام دینا ہے۔ اس طرح کے کام سے سب سے زیادہ حق ملت اسلامیہ کو پہنچتا ہے کہ، ہے حقیقت جس کے دن کی اعتبار کائنات لیکن ایسا مسلم ہونے کے مسلمانوں نے نہ صرف اس فریضہ کو پس پشت ڈال دیا ہے بلکہ قومی اور ملی سطح پر انہوں نے اپنے چہرے کو مسخ کرنے بلکہ ایک ایک عضو کو کاٹنے کو محبوب شغل بنا رکھا ہے اور جب بھی اس مہم سے فراغت ہوتی ہے چہیز و کھین کی تیاری ہونے لگتی ہے۔ ہم مسلمانوں کا یہ حال اس وقت سے ہو رہا ہے جب سے اسلامی خلافت کا لٹا ہوا ہے۔

خلافت اسلامیہ کی بات آگئی ہے تو یہ سننے چلئے کہ جب یورپی استعمار نے طاقت کے نشہ میں اسلامی دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑا ہے تو اس کے خلاف جگہ جگہ مزاحمتی تحریکیں شروع ہو گئیں اور اسلامی دنیا کے وسیع رقبہ میں مسلمان دینی و ملت غرت سے مجبور ہو کر جہاد میں مصروف ہو گئے، لیکن ان کے پاس کوئی زبردست تنظیم نہ تھی اور نہ ہی کوئی طاقتور اسلامی حکومت تھی جو انہیں مادی اور معنوی امداد فراہم کرتی۔ اگرچہ عثمانی ترک وجود اور کا حکومت کو ملزم ٹھہرا جس پر ہر ایک و روس پر تہمت لگائیں یا پھر ہم کو چاہیے کہ خود اپنے گریبان میں۔ اگر وہ یورپی طرح چاک نہیں ہوا ہے۔ منہ ڈال کر دیکھیں کہ غیرت و محبت رکوں میں باقی ہے یا اس کا جائزہ دھوم دھام سے نکل چکا ہے۔

دینی محبت اور ملی غیرت کی بات پر ہمیں پھر مرحوم سلطان عبدالحمید بادشاہ کی جرات نہ کر سکے گا۔ سلطان عبدالحمید نے اس سلسلہ میں بعض اقدامات بھی کیے تھے جنہیں غیر معمولی شہسہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا تھا اور دنیا کے گوشہ گوشہ سے مسلمانوں کے وفود اپنی صرت کا اظہار کرنے اور اس اقدام پر انہیں مبارکباد دینے فریضہ جاری ہے تھے لیکن استبداد سازشوں نے اس مقصد میں نہ صرف روئے اٹکائے بلکہ ایسے حالات پیدا کر دیے کہ ان کا وجود بھی خطرے میں پڑ گیا اور سلطان عبدالحمید کو خلافت سے معزول کر دیا گیا جس کے بعد ہی پہلے سے تیار شدہ منصوبے اور سازشی پروگرام کے مطابق یورپوں کے ساتھ برداشتہ مصطفیٰ کمال نے تمام حکومت سنبھالی اور خلافت کو قاعدہ ختم کرنے کا ایسا نسخہ اعلان کیا کہ آج تک مسلمانوں کا یہ گہرا زخم مندمل نہیں ہو سکا بلکہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس سب سے بڑے سازش اور نخوس ترین واقعہ کے بعد سے کوئی ماہ و سال خالی نہیں ماتا جب مسلمانوں کو اس کی بھاری تہمت نہ چکانی پڑتی ہو اور یہ نہیں معلوم کہ کب تک انہیں بے درپے سازشوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔

قارئین سے اس قہید کے لئے ہم سوزت خواہ ہیں لیکن یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ تازہ ملی حادثے کے پس منظر اور گہرے اثرات کا اندازہ لگا سکیں جو فلسطینیوں کے المیہ کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس سازش کے لئے شام کی علوی اور کا حکومت کو ملزم ٹھہرا جس پر ہر ایک و روس پر تہمت لگائیں یا پھر ہم کو چاہیے کہ خود اپنے گریبان میں۔ اگر وہ یورپی طرح چاک نہیں ہوا ہے۔ منہ ڈال کر دیکھیں کہ غیرت و محبت رکوں میں باقی ہے یا اس کا جائزہ دھوم دھام سے نکل چکا ہے۔

آگے آج کو استعمار اور یہودی عرصے سے جو جہاں دنیا شعوروں نے بیت بنام کیا اور مصطفیٰ کمال کو نیک نام اور نجات دہندہ ثابت کیا۔ ان ہی کا واقعہ ہے کہ یہودی تنظیم فری سین کے سرگرم رکن اور کردہ یعنی تاجر فرہ مونس نے اپنے آخر در سوخ سے کام لے کر سلطان عبدالحمید سے ملاقات کا وقت طے کر لیا اور غلطی کے ایک متحد عارف نے کی رفاقت میں سلطان سے گفتگو کرتے ہوئے یہ پیشکش کی کہ میں فری سین تنظیم کی طرف سے آپ کی خدمت میں اس مقصد سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اپنے خزانہ خاص کے لئے با پنج ملین سوئے کا قیروہ قبول کریں، اس کے علاوہ آپ کی حکومت کی مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ایک سو ملین لبرہ غیر سوئے کے سو سال کے بعد ادائیگی کی شرط پر دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم اس کے بدلے میں فلسطین میں یہودیوں کے لئے کہ امتیازی حقوق چاہتے ہیں۔

نذرا الحقیقت مندوی نے اپنا خون دے کر حاصل کیا ہے اس کے لئے وہی قیمت ادا کرنی پڑے گی؟ سلطان عبدالحمید نے اپنی دینی و ملی محبت اور غیرت کی بنا پر یہودیوں کو ان کے حدود میں رکھا جس کا ثبوت انہیں جھگڑنا پڑا لیکن یہودیوں نے اپنے پروردہ مصطفیٰ کمال کو سلسلہ کے ترکہ کی نہیں پورے اسلامی دنیا سے زبردست انتقام لیا پھر تو کمال سے جمال اور اسد تک و نینامہ لکھیں لڑی کا خور، بے غزنی و بے حقیقت بلکہ قوم فرعون عام ہو گئی اور یہ کتنا بڑا نسخہ ہے کہ قوم پرستی کے دعویداروں نے ہمارے سب سے زیادہ عزیزوں کو ذلیل و سزا کیا اور کھلم کھلا ان کو نیلام کی منڈی میں فروخت کر دیا۔

اس تلخ حقیقت سے آپ انکار نہیں کر سکتے خلافت کے خاتمے ہی کے بعد بالفور اعلان کی جرات انگریزوں کو ہو گئی یہ گویا مسلمانوں کی غیرت و محبت کو کاٹنے کی ابتدا تھی۔ اس کے بعد استعماری طاقتوں کو صرف مسلمانوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہا، پھر مسلمانوں میں ان کی جرات و محبت آخری درجے تک اس وقت پہنچ گئی جب خود مسلمان حکومتوں کے سربراہوں کو آواز دینا کہ فلسطین یا زباب کرنے کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ اس کے بعد آج تک کسی عرب حکومت کے اندر یہ اخلاقی جرات نہ ہو سکی کہ وہ فلسطین کی بازیابی یا فلسطینی حکومت کے قیام کی عینہ کوشش کرے بلکہ ان کا یہ کمال ہے کہ ۳۵ سال تک انہوں نے اس ڈرامہ کو جاری رکھا اور اب جا کے مختلف مناظر پیش کرنے کے بعد پردہ گرا یا گیا ہے۔ اس میں بنیادی کردار علوی کا فرما ہے جنہوں نے اسرائیل، امریکہ اور روس کے ساتھ عرب مالک کی طرف سے نمائندگی کی ہے، دوسرے درجے کی نمائندگی خود اسرائیل اور کئی صاحب نے کی۔ یہ وہی کڑی ہے جس نے گذشتہ سال فلسطینیوں پر اسرائیل بھاری برا بھلا بھروسہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم کو انہوں سے کہ ہم فلسطینیوں کی مدد نہیں کر سکتے اس لئے کہ ہمارا خیالی طور ہے ہم بیروت سے بہت دور ہیں۔ مگر جب اسرائیل نے فلسطینیوں کو جاں کٹنے کے مرتے تک ہتھیار با توکرئی صاحب نے بقیہ ثواب لوٹنے کے لئے اپنے ایک ہزار ہا ہتھیاروں کو عراق میں روانہ کر دیا۔ کیا غرور و حماقت ہے کہ فلسطین کا جواب سلطان نے یہ دیا کہ وطن کی زمین فروخت نہیں کی جاتی اور جو ملک ہم مسلمانوں



